رسائل ومسائل

ایک مجہول اور لایعنی خط

سوال: ایک خط یا مراسلے کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ارسال ہے۔ اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے۔ کیا اس کی نقول تقسیم کرنا میرے لیے ضروری ہے؟

نقل خط

شام کی ایک سیاح خاتون نے بتایا کہ ایک لڑکی جو معجزے سے صحت یاب ہوئی تھی جس کے بارے میں لڑکی کے والدین نے اس سیاح خاتون کو بتایا تھا کہ ان کی پندرہ سالہ لڑکی جو سخت بیمار تھی اور ڈاکٹروں نے اس کے مرض کو لاعلاج ظاہر کیا تھا۔ تب لڑکی کے والدین اپنی بیٹی کو روضۂ حضرت زینب علیہ السلام پر زیارت کے لیے لے گئے، اعجازِ جنابہ زینبؓ سے اس لڑکی کو شفا ہوئی اور پوری طرح صحت یاب ہوئی۔ لڑکی کے ماں باپ نے اس معجزے کو لکھا اور اس کی تیرہ ۱۳ کاپیاں بنائیں اور تقسیم کر دیں جس میں سے ایک کاپی ایک دولت مند تاجر کو بھیجی، لیکن اس نے اس معجزے کی تیرہ ۱۳ کاپیاں تقسیم نہیں کیں۔ اس کے نتیجے میں وہ تیرہ ۱۳ دن میں مفلس ہو گیا۔ اسی طرح ایک کاپی ایک غریب عورت کے پاس پہنچی اس نے اس معجزے کی تیرہ ۱۳ کاپیاں بنا کر تقسیم کر دیں، وہ دولت مند ہو گئی۔ کیونکہ اس عورت کا تیس ۳۰ دن کے بعد پہلا انعامی بانڈ نکلا اور وہ مالدار ہو گئی۔

اسی طرح ایک بڑے عہدے پر فائز آفیسر کو ایک کاپی ملی لیکن اس نے اس پر یقین نہیں کیا اور نہ ہی معجزے کی کاپیاں بنا کر تقسیم کیں جس کے نتیجے میں تیرہ ۱۳ دن کے بعد اس آفیسر

کی نوکری چھوٹ گئی۔ اس لیے اے مومنو! یاد رکھو کہ ذاتِ جناب زینبؑ ہمارے لیے باعثِ تعظیم و تکریم ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ اس معجزے کی مزید تیرہ[۱۳] کاپیاں بنا کر لوگوں کو تقسیم کر دیجیے۔ اِن شاء اللہ چہاردہ معصومین علیہ السلام کے وسیلے سے آپ کی مرادیں پوری ہوں گی اور اس معجزے پر یقین رکھنے والا اور اسے مزید لوگوں میں تقسیم کرنے والا تمام آفتوں اور مصیبتوں سے بچا رہے گا۔

سچے دل سے خدا پر یقین رکھو وہ تمھاری دعاؤں کو قبول کرے گا، اور تمھیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرے گا۔

اس معجزے کو پانے والے خوش نصیب ہیں اور اس معجزے کو پانے کے چودہ دن کے بعد اِن شاء اللہ خوش نصیبی آپ کے دامن میں ہوگی۔ اس معجزے کی اصل کاپی سوسٹزرلینڈ سے شائع ہوئی اور یہ دُنیا میں نو[۹] مرتبہ گھوم چکی ہے۔ یہ ایک حقیقی معجزہ ہے۔ اسے فضول مت سمجھیے اور اس معجزے کو ایسے لوگوں میں تقسیم کریں، جو اپنی قسمت بنانا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی چہاردہ[۱۴] معصومین پر تہہ دل سے یقین رکھتے ہوں۔

دو اور آدمیوں نے اس معجزے پر یقین کیا اور ان کی مرادیں بر آئیں۔ جناب زینبؑ کے اعجاز سے ایک آدمی کو سات ہزار ڈالر ملے اور دوسرے آدمی کو پچاس ہزار ڈالر منافع ہوا، لیکن اس دوسرے آدمی نے اس معجزے پر یقین کرنے کے باوجود اسے دوسرے لوگوں میں تقسیم نہ کیا اور اس سلسلے میں روکنے کا سبب بنا، جس کے نتیجے میں وہ شخص اپنی رقم کھو بیٹھا۔ جب کہ ایک اور شخص کی زندگی اس معجزے کو پانے کے چھے[۶] دن بعد پوری ہوگئی اور وہ اس معجزے کو تقسیم نہ کرسکا۔ اس کی موت نے اسے اس معجزے کو تقسیم کرنے کی مہلت نہ دی۔ پھر بھی اپنی موت سے پہلے اس شخص نے ساڑھے لاکھ انچاس ہزار ڈالر پائے۔ یہ سلسلہ وینزویلا سے شروع ہوا اور اسے لکھنے والا ایک عیسائی مذہب کا آدمی مسٹر ایس۔ جی۔ انطول ڈی کوڈسن ہے جس کا تعلق جنوبی امریکہ سے تھا۔ ۱۹۵۳ء میں ایک شخص کاسٹن گریگ کو اس معجزے کی ایک کاپی ملی اور اس نے اپنے سیکرٹری سے اس کی بیس کاپیاں بنا کر اُسے تقسیم کر دینے کو کہا۔ اس معجزے کی برکت سے اس شخص کی لاٹری نکلی اور بیس ہزار ڈالر انعام ملا۔ ایک اور شخص

کاریو میں کرانت ایک آفس میں ملازم تھا۔ یہ شخص اس معجزہ کو تقسیم کرنا بھول گیا۔ کچھ دن بعد اُس کی نوکری چھوٹ گئی۔ یاد آنے پر اُس نے اس معجزے کی ۲۰ بنیش کا بیان لوگوں میں تقسیم کیں جس کی برکت سے اس شخص کو پہلے سے بھی اچھی نوکری مل گئی۔ ایک شخص آٹرمین میری بو نے اس معجزے پر یقین نہیں کیا۔ ۹ دن کے بعد اس شخص کا انتقال ہوگیا۔

آپ لوگوں سے التماس ہے کہ اس سلسلے کو جاری رکھیے اور اس معجزے کو دوسرے لوگوں میں تقسیم کرتے جایئے۔ کسی بھی وجوہات کی بنا پر اس سلسلہ کو روکنا نہیں چاہیے۔ یاد رہے کہ خدا پر سچے دل سے یقین رکھنے سے خدا تمہاری دعاؤں کو قبول کرے گا اور تمہیں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرے گا۔

جواب: گذشتہ ۵۰، ۵۵ سال سے میں نے کئی بار شیخ احمد کے نام سے جاری شدہ ایک مجہول خط کی نقول دیکھی ہیں، جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ شیخ احمد مدینہ کے کوئی بزرگ ہیں اور انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ اس خط میں بھی یہی لکھا ہوتا تھا کہ جو کوئی اس کی نقلیں آگے پھیلائے گا وہ کوئی خوشی اور کامیابی حاصل کرے گا اور جو لاپروائی کرے گا وہ نقصان اُٹھائے گا۔ اس فراڈ کا تجزیہ ترجمان القرآن میں کیا جا چکا ہے۔

اب یہ نیا کرامتی خط بھی تقریباً وہی نوعیت رکھتا ہے۔ ہم شرعی طور پر اس کا جائزہ آخر میں لیں گے پہلے تھوڑی سی جرح ہو جائے:

۱- اس خط کے نیچے نویسندہ کا نام پتہ درج نہیں۔ کیوں؟ کیا لکھنے والے یا نقل کرنے والے کو معلوم نہیں کہ بے نام تحریر کی کوئی وقعت نہیں ہوتی، بلکہ وہ معاملے کو مشتبہ بنا دیتی ہے۔

۲- گمنام راقم اصل کردار خود نہیں بلکہ درج شدہ قصوں کا مبصر ہے اور ان تمام کا مجموعی راوی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس شخص کے پاس یہ معلومات کس ذریعے سے آئیں؟ کیا نقول پھیلانے والوں اور غفلت برتنے والوں پر کوئی سی آئی ڈی اس نے مسلط کر رکھی ہے جو دنیا بھر سے تمام لوگوں کے ریکارڈ اُسے پہنچاتی ہے اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ کسی شخص نے یقین کرنے کے باوجود نقلیں نہیں پھیلائیں۔ کیا اس نے اپنے یقین کرنے کا کوئی بیان اخبارات میں دیا تھا؟ یا فرستندہ خط کو براہ راست اطلاع دی تھی؟

۳- اس پورے سلسلے کی راویہ اوّل شام کی ایک سیاح خاتون ہے، مگر نہ اس کا کوئی نام ہے،

نہ پتہ۔ وہ جس لاعلاج لڑکی کے صحت یاب ہونے کا قصہ بیان کرتی ہے اُس کا یا اُس کے والدین کا بھی کوئی نام پتہ نہیں دیتی۔ بعض دوسرے افراد کا بھی یا تو گول مول تذکرہ ہے یا نام بغیر پتہ دیے گئے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

۴۔ اس کراماتی خط کی اصل کاپی سوئٹزرلینڈ سے شائع ہوئی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا "معجزہ" پہلے پہل دیکھنے والا وہیں کا تھا، مگر سوال یہ ہے کہ اس سے قبل کے طویل دور میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مدفن کے قریبی علاقوں کے لوگ ایسے محیر العقول عجائبات دیکھنے سے کیوں محروم رہے؟ اور اگر محروم نہیں رہے تو ان میں سے کسی نے کوئی خط لکھنے اور اس کی نقول پھیلانے کا سلسلہ کیوں نہ چلایا؟ اور اگر نہیں چلایا تو وہ لوگ کیوں مصائب اور نقصانات سے دوچار نہیں ہوئے؟

۵۔ شامی راویہ کے بقول شفا پانے والی لڑکی کے والدین نے اس واقعہ کو لکھا اور اس کی ۱۳ نقول تیار کیں۔ آگے بھی ۱۳ نقول تیار کر کے پھیلانے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ (اگرچہ ایک مثال ۲۰ نقلیں تیار کرنے کی بھی ہے)۔ آخر یہ ۱۳ کا عدد خاص کیسے ہوا؟ اُن والدین کو اس تعداد کی تلقین کدھر سے ہوئی؟

۶۔ نویسندہ مسلمان ہو تو ہم پوچھتے ہیں اس فرمان کا مأخذ کتاب و سنت کی رُو سے کیا ہے کہ جسے بھی یہ خط ملے وہ اس کی نقلیں آگے پھیلائے؟ اور مسلمان نہ ہو تو عقلی بنیادوں پر ہم یہی سوال اس سے کرتے ہیں۔

۷۔ پھر اس جزا و سزا کی دلیل کہاں سے لی گئی ہے کہ جو نقلیں پھیلائے اُسے انعام یا لاٹری کے ذریعے ۱۴ دن میں دولت ملے گی یا ملازمت میں ترقی ہو گی اور جو نقلیں نہ پھیلائے۔ اس کا مالی نقصان ہو گا یا ملازمت جاتی رہے گی یا وہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا؟

۸۔ خط کے عنوان کے اوپر یا اللہ۔ یا محمدؐ۔ یا علیؓ۔ یا حسنؓ۔ یا حسینؓ، پانچ نام لکھے ہیں۔ پانچوں کو حرفِ ندا "یا" کے ساتھ اس طرح پکارا گیا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے یہ پانچوں ہستیاں ایک ہی صف کی ہیں (نعوذ باللہ!)۔ اگر ایسا ہے تو کیا معاملات کے فیصلے، انتظامِ دُنیا کو چلانا اور دُعاؤں کو قبولیت عطا کرنا ان پانچوں کے دستخطوں سے ہوتا ہے؟ یا یہ مراد ہے کہ ان میں سے کسی ایک یا دوسرے

کو پکارنا یکساں ہے ؟

۹۔ خط کے عنوان میں حضرت زینبؓ کے ساتھ "علیہا السلام" لکھا گیا ہے۔ حالانکہ اصطلاحاً "علیہ السلام" صرف انبیائے کرام کے اسماء کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ صحابہ اور صحابیات میں سے کسی کا ذکر کریں تو رضی اللہ عنہ یا عنہا لکھتے ہیں۔ لیکن ایک گروہ اگر اسے غیر انبیاء کے لیے استعمال کرنا درست سمجھتا ہے تو بھی مکتوب نگار کو اتنا تو خیال رکھنا چاہیے تھا کہ وہ ایک خاتون کا ذکر کرتے ہوئے "علیہ" کے بجائے "علیہا" لکھتا۔ آخر اتنے بڑے گرامی خط میں گرامر کی مبادیات کا خیال کیوں نہیں رکھا گیا ؟

۱۰۔ لفظ معجزہ کا اطلاق اُن خرقِ عادت عادات پر ہوتا ہے جو کسی نبی کے ذریعے ظاہر ہوتی ہیں۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ حضرت زینبؓ کے لیے معجزہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ؟

۱۱۔ عنوان کے ساتھ خطوط و حدانی میں لفظ "ترجمہ" لکھا ہے، مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ خط کس زبان میں تھا اور اس کا مترجم کون ہے اور اسے یہ خط کہاں سے ملا اور اس نے اس پر اعتماد کس دلیل و سند سے کیا ؟

۱۲۔ کیا مترجم صاحب کو معلوم نہیں کہ لفظ "جنابہ" عربی کا لفظ ہے اور ایسے معنوں کے لیے مروج و مستعمل ہے کہ کسی بھی عورت کے لیے اس کا استعمال نہایت نامناسب ہے، کجا کہ کسی بزرگ دینی خاتون کے لیے اسے برتا جائے ؟ اس لفظ کی کراہت کی وجہ سے شائستہ لوگ خواتین کے ناموں کے ساتھ بھی لفظ "جناب" ہی لکھتے ہیں جیسے "حضرت" کا لفظ۔ مثلاً جناب شائستہ خانم یا جناب جمیلہ خاتون۔ جس طرح حضرت کو حضرتہ بنانے کی ضرورت نہیں، اسی طرح لفظ جناب کی تانیث لازم نہیں۔

اب ہم اس خط کے مضمون کی حیثیت کا جائزہ دینی لحاظ سے لیتے ہیں۔

سیدھی سی بات ہے کہ شریعتِ اسلام میں جزا و سزا کا نقد انقد سودا اس طرح چلتا ہی نہیں۔ مثلاً یہ کہ آپ اِدھر نماز پڑھیں اور اُدھر پچاس روپے آپ کو جائے نماز کے نیچے سے مل جائیں، یا نہ پڑھیں تو مکان گر جائے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہ قرآن کی کسی آیت یا کلمے یا درود شریف کی کچھ نقول آپ تقسیم کریں تو آپ کے نام لاٹری نکل آئے اور تقسیم کرنے میں کوتاہی کریں تو آپ کا بچہ بیمار ہو جائے یا

کوئی ایکسیڈنٹ پیش آجائے۔ اس طرح کا تصور جزا و سزا شریعت اسلام میں ہے ہی نہیں۔ یہ بالکل استثنائی صورت ہوتی ہے کہ کبھی کسی عمل کی جزا یا سزا کا کچھ حصہ اس دنیا میں بھی پیش آجائے، مگر اس کے متعلق قطعیت سے یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا کہ جو کچھ پیش آیا ہے۔ اس کی حقیقی نوعیت کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ حقیقت پردۂ غیب میں رہتی ہے۔

جس خاص عمل کی تائید نہ شرعی اصول کرتے ہوں، نہ جس کا حکم ہو ــــ بلکہ الٹا جس میں شائبۂ شرک و بدعت پایا جائے۔ اس کو کسی مجہول و نامعلوم شخص کے کہنے پر بلا دلیل اپنے لیے لازم کر لینا وجۂ معصیت ہے۔ ایسے اشغلوں پر حصولِ فوائد کی اُمیدیں لگا لینا یا ان کے تحت خوف و وہم میں مبتلا ہو جانا توحید کے خلاف ہے، لہٰذا ایسے لایعنی پرچوں کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیجیے۔

عزم و عزیمت کی لازوال داستان

یادوں کی امانت

سید عمر تلمسانی

ترجمہ: حافظ محمد ادریس

فوٹو آفسٹ کتابت • سفید کاغذ درآمدی • مضبوط جلد

البدر پبلی کیشنز - ۲۳ - راحت مارکیٹ اُردو بازار لاہور